لیلۃ القدر اور صفت سلام کی پر معارف تشریح

انگلستان میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24رفروری 1995ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

آج بہت انتظار کے بعد بالآخر وہ مبارک جمعہ کا دن آپہنچا ہے جسے رمضان مبارک میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔آخری عشرہ میں واقع ہونے والا جمعہ اپنا کوئی رقیب بھی نہیں رکھتا ورنہ بعض دفعہ ممکن ہوتا ہے کہ آخری عشرے میں دو جمعے آجائیں۔آخری عشرے میں آیا ہے رمضان کا آخری جمعہ ہے جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے لیکن یہ لفظ ''جمعۃ الوداع'' مجھے اس لئے پسند نہیں کہ بعض لوگ واقعۃً اسے وداع کرنے آتے ہیں۔ یہ وہ دن ہے جب مساجد سب سے زیادہ بھرتی ہیں۔سال بھر میں کوئی اور ایسا دن پیش نہیں کیا جاسکتا جبکہ مساجد کی آبادی اتنی ہو جائے ،اس طرح مساجد بھرپور ہو جائیں ،جس طرح آج کے ان لوگوں کے بقول جمعۃ الوداع میں مساجد بھرتی ہیں ۔اس ضمن میں پہلے بھی میں جماعت کو نصیحت کر چکا ہوں کہ یہ جمعہ تو آپ کے استقبال کے لئے آتا ہے۔آپ کو ہمیشہ کے لئے اللہ کے گھر والا بنانے کے لئے ،اللہ کے گھر میں داخل کرنے کے لئے۔تو یہ تو آپ کا استقبال کرنے آتا ہے سال کے بعد،انتظار کے بعد، رمضان کی محنتوں اور مشقتوں اور دعاؤں کے بعد ان کی قبولیت کا نشان بن کے آتا ہے، دونوں بازو پھیلائے ہوئے آپ کو خوش آمدید کہتا ہے تو یہ اچھا سلوک نہیں کہ آپ اسے الوداع کا سلام کہہ کر چلے

جائیں۔ ہمیشہ کے لئے مساجد کے ہو رہیں۔ یہ پیغام ہے جو جمعۃ الوداع ہر مسلمان کو دیتا ہے اور مساجد جو بھرتی ہیں پھر بھری رہنی چاہئیں۔

عید آنے والی ہے اس دن خصوصیت سے میں تمام جماعتوں کو پھر متنبہ کرتا ہوں کہ عید کے دن کی صبح کی حاضری دراصل وہ میزان ہے جس سے آپ کا ایمان تولا جائے گا یا ایمان نہیں تو کم سے کم وہ جو کچھ آپ نے رمضان میں کمایا ہے اس ترازو میں تولا جائے گا یعنی عید کے دن صبح کی نماز میں۔ اگر ایک مہینہ بھر راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھے اور عید جو اس مہینے کی خوشیوں کا دن ہے، اس مہینے کی برکتیں منانے کا دن ہے، اس دن وہ ساری برکتیں ہاتھ سے کھو بیٹھیں اور اسے آرام سے سونے کا اور خدا کی یاد سے غافل ہونے کا دن بنالیں تو بہت ہی بے ہودہ اور ظالمانہ سودا ہوگا۔ پس آنے والی عید میں خصوصیت سے اپنی نمازوں کی طرف توجہ کریں اور عید کی صبح مسجد کو نمازیوں سے اسی طرح بھرا دیکھے جس طرح جمعۃ الوداع نے بھرا ہوا دیکھا ہے۔

اس ضمن میں میں یہ خوشخبری بھی جماعت کو دیتا ہوں کہ تمام دنیا سے جو اطلاعیں مل رہیں ہیں دن بدن جماعت احمدیہ کی مساجد بھرتی چلی جارہی ہیں، چھوٹی ہوتی چلی جارہی ہیں۔ یہ مسجد تو ایک لمبے عرصے سے چھوٹی ہوئی ہوئی ہے۔ اس لئے ہدایت دینی پڑتی ہے کہ کم سے کم لوگ یہاں آئیں جو حلقے کے لوگ ہیں وہ آجائیں اور باقی شاذ کے طور پر آجایا کریں برکت کے لئے، ورنہ اپنی اپنی مساجد میں جمعہ پڑھا کریں اور خطبہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ ٹیلی ویژن سے استفادہ کیا ہی جاسکتا ہے۔ مگر پھر بھی بہت چھوٹی ہو چکی ہے اور ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس مسجد کو بڑھایا جائے اور دوسری مساجد کو بھی بڑھایا جائے۔

ربوہ کا یہ حال ہے کہ اس رمضان سے پہلے ہی مساجد چھوٹی ہوگئی تھیں۔ اہل ربوہ کا عبادتوں کی طرف اتنا غیر معمولی رجحان ہے کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دکھائی نہیں دیتی۔ جمعہ کے دنوں میں، جمعے کے اوقات میں اور عبادتوں کے وقت میں بازار سنسان ہو جاتے ہیں، خدا کے گھر بھر جاتے ہیں اور آج کا جمعہ جو انہوں نے پڑھا ہے، پڑھ چکے ہیں اس میں تو عجیب عالم ہوگا۔ میں صبح تصور کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور میرا دل اللہ کی حمد سے بھر گیا وہاں سے آتے وقت جو لوگ یہ کہتے تھے کہ کس حال میں لوگوں کو چھوڑ کے جارہے ہو ان کا کون متولّی ہوگا، کون حفاظت کرے گا؟ میرے

رب نے وہ سب غم دور کر دیئے۔ایسی خوشیاں دکھائیں کہ ان کی مثال دنیا میں دکھائی نہیں دیتی۔اس دوری کے باوجود اہل ربوہ کو اتنا قریب کر دیا کیونکہ جو خدا کے قریب ہیں وہی میرے قریب ہیں اور خدا کے قرب نے مجھے وہ نعمتیں وصال کی بخشی ہیں جو وہاں رہتے ہوئے کبھی میسر نہ آئی تھیں۔ مجھے یاد ہے جب میں وہاں ہوتا تھا تو کئی دفعہ اہل ربوہ سے شکوے کرتا تھا کہ مساجد ابھی پوری طرح بھری نہیں ہیں اور مساجد اتنی چھوٹی ہیں اگر سارا ربوہ عبادت کرے تو مساجد انہیں سمیٹ ہی نہیں سکتیں ۔پس الحمدللہ کہ یہ مبارک جمعہ ہے اس نے تو ربوہ کی مساجد کا عجیب عالم دیکھا ہوگا۔سب مساجد اتنی چھوٹی ہوگئی ہوں گی جیسے آپ اپنے بچپن کے کپڑے پہننے کی کوشش کریں۔گھٹنوں سے نیچے ٹانگیں ننگی ہوں گی بدن کے اوپر کا حصہ کہیں وہ پھٹ رہے ہوں گے۔یہی کیفیت ربوہ کی مساجد کی پہلے سے ہو رہی تھی، آج تو عجیب عالم ہوا ہوگا۔پس اس تعلق میں ایک تو میں اہل ربوہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہوں۔یہ محبت انشاء اللہ کبھی نہیں مٹے گی یہاں تک کہ اللہ وہ صبح طلوع کرے جو لیلۃ القدر کی فجر ہوا کرتی ہے اور میں اس انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمارے ایاز محمود خان صاحب ہیں جب سے وہ صدر عمومی بنے ہیں ماشاء اللہ بڑی محنت سے،خلوص سے ایک ٹیم بنا کر نیک کاموں میں بہت حصہ لے رہے ہیں اور ان برکتوں کی جزا ان کو بھی ملے گی اور ان کے ساتھیوں کو بھی،سب اہل ربوہ کو جنہوں نے خدا کے فضل سے نیکی کی جانب ایک انقلابی قدم اٹھالیا ہے۔اللہ ان نیکیوں کو دوام بخشے۔

اس تعلق میں میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ مساجد کی تعمیر اور مساجد کی وسعت کا ایک نیا دور شروع ہونا چاہئے۔توسیع مساجد ایک ایسا کام ہے جو جماعت کی توسیع سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔جب بھی ہم نے توسیع مساجد کی مہم چلائی ہے اور مشنوں کی،وہ بھی مساجد ہی ہیں ہمارے لئے،تو اللہ نے بے شمار فضل فرمائے ہیں اور جماعت کے دعوت الی اللہ کے کاموں میں بہت برکت پڑی ہے۔تو اس لئے یہ ایک عام تحریک ہے کل عالم کی جماعتوں کے لئے کہ مساجد کو تعمیر کرنے اور مساجد میں توسیع کرنے کی مہم شروع کریں۔جتنی توفیق ہے اس طرح کریں۔دنیاداری کے جھگڑوں میں پڑ کر ظاہری خوبصورتی اور قیمتی سامانوں کی فراہمی کا انتظار نہ کریں۔جیسی بھی مسجد ہے اسے اللہ کا ذکر برکت بخشتا ہے،وہ مومن برکت بخشتے ہیں جو تقویٰ لے کر وہاں سجے سجائے پہنچتے ہیں۔مسجد کی سجاوٹ تو ان متقیوں سے ہے۔

پس اس پہلو سے جہاں تک ممکن ہے خوبصورت دیدہ زیب مسجد بنانا اللہ تعالیٰ کی صفت جمال کے منافی تو نہیں ۔مگر اس انتظار میں کہ اتنا پیسہ ہو تو پھر ایسی مساجد بنائی جائیں ،مساجد کی بنیادی ضرورت کو نظر انداز کر دیا تو یہ جائز نہیں ہے ۔یہ پھر دنیا داری ہے ،یہ عبادت کی محبت نہیں ہے۔پس حسب توفیق وسعتیں دیں۔خوبصورت نہیں بنتی تو سادہ مگر اس وقت ستھری اچھی چیز دکھائی دے اور جتنی توفیق ہے اس کے مطابق یہ کام شروع کریں۔

انگلستان میں ایک بہت بڑی مسجد کی ضرورت ہے۔ یہاں اب تک جو دوسری بڑی بڑی مساجد بنائی گئی ہیں ان میں بتایا جاتا ہے کہ گلاسگو کی مسجد میں سب سے زیادہ نمازی آسکتے ہیں یعنی دو ہزار کی تعداد میں ۔اب میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں زیادہ آسکتے ہیں یا ریجنٹ پارک کی مسجد میں۔مگر جو اندازہ ایک دفعہ میں نے لگوایا تھا اس سے یہی لگتا ہے کہ ریجنٹ پارک کی مسجد کے ملحقات تو بڑے ہیں مگر نمازیوں کی جگہ اتنی نہیں ہے ۔اس لئے بعید نہیں کہ گلاسکو والوں کا دعویٰ درست ہو کہ انگلستان کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

جماعت احمدیہ کی تعداد تو دوسروں کے مقابل پر بہت تھوڑی ہے لیکن جماعت احمدیہ کے عبادت گزار بندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔اس لئے ہمیں دو ہزار کی مسجد کام نہیں دے گی ۔مرکزی جو جلسے ہوتے ہیں یا مرکزی تقریبات جن میں عبادت کے لئے وسیع جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے ان میں انگلستان کی ضرورت چھ سات ہزار تک بھی جا پہنچتی ہے ۔تو میں نہیں سمجھتا کہ سر دست آپ کے اندر یہ استطاعت ہے کہ چھ سات ہزار نمازیوں کے لئے مسجد تعمیر کر سکیں ۔مگر ایسی مسجد کی بنیاد ڈالنا ضروری ہے جس میں یہ سہولتیں مہیا ہوں کہ آئندہ حسب ضرورت اور حسب توفیق اس کی توسیع ہوتی چلی جائے اور مسجد کے عمومی نقشے پر برا اثر نہ پڑے ۔یعنی سادگی تو اپنی جگہ درست ہے مگر بدزیبی تو خدا کو پسند نہیں ہے ۔ایسے ملحقات ،ایسے الحاقی اضافے جو بدصورتی پیدا کریں وہ اچھے نہیں ہیں اس لئے اپنی پلاننگ میں ،اپنی منصوبہ بندی میں یہاں کی جماعت کو چاہئے کہ یہ گنجائش رکھیں کہ آئندہ دس پندرہ ہزار تک کے لئے بھی وہ مسجد بڑھائی جاسکتی ہو تو بڑھائی جائے اور پھر بھی ٹھیک لگے ۔دونوں طرف سے آگے اور پیچھے متوازن بڑھنے کی جگہ بھی ہونی چاہئے اور نقشہ پہلے سے ہی بننا چاہئے مختلف سٹیجز ،منازل کا نقشہ۔

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ سردست جو میں نے تخمینہ لگایا ہے امیر صاحب سے مشورہ بھی کیا ہے تو وہ بھی کہتے ہیں ٹھیک ہے مگر کچھ ان کے ٹھیک سے مجھے لگا تھا کہ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت میں ابھی یہ توفیق نہیں، تو توفیق تو خدا بڑھا دیا کرتا ہے، میں نے پانچ ملین کا تخمینہ لگایا ہے یہاں کی مرکزی مسجد کے لئے اور جیسا کہ میرا پرانا دستور چلا آرہا ہے اللہ توفیق بھی عطا فرمارہا ہے کہ ہر وہ وسیع، بڑی تحریک جو کرتا ہوں اس کا سواں حصہ میں اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں امیر صاحب کی طرف سے دس ہزار پاؤنڈ کا وعدہ لکھوار ہا ہوں تا کہ ان کا پہلا نمبر رہے۔ اگر چہ میری نیتوں میں ان سے پہلے غالباً یہ بات چلی آرہی تھی کہ پچاس ہزار پاؤنڈ کا میں اکیلا نہیں بلکہ اپنی بچیوں، دامادوں، بچوں اور مرحومین سے تعلق والوں کی طرف سے یہ لکھواؤں۔ پانچ سال کا عرصہ میرے ذہن میں ہے۔ پانچ سال میں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا تو یہ رقم سارے وعدہ کروانے والے پوری کر دیں لیکن اگر یہ وعدے اتنے نہ ہوئے تو پھر پانچ سال مزید بھی اس کو بڑھایا جا سکتا ہے اور مسجد کے معاملے میں بنیادیں وسیع ہونی چاہئیں اور سادہ سی عمارت کی تعمیر بھی ہو جانی چاہئے۔ باقی زیبائشیں بعد کی باتیں ہیں دیکھی جائیں گی۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ پچاس لاکھ اگر پانچ سال میں نہ بھی پورا ہو (پانچ ملین تو پچاس لاکھ بنتا ہے بہت بڑی رقم ہے) تو دس لاکھ بھی سہی لیکن ارادے بلند رکھیں اور اللہ سے توقعات بلند رکھیں نئی نسل کے جو بچے اب خدا کے فضل سے مختلف نوکریوں پر لگ رہے ہیں ان کو بھی شامل کریں اور خدا سے توفیق بڑھانے کی دعائیں مانگیں تو کوئی بعید نہیں اور پھر جب بھی تحریک کی جاتی ہے تو سب دنیا سے خدا ویسے بھی مددگار کھڑے کر دیتا ہے۔ کچھ ایسے جوش رکھنے والے متمول دوست ہیں کہ دنیا کی کوئی بھی تحریک ہو پیچھے نہیں رہنا چاہتے تو وہ بھی آپ کی انشاء اللہ نصرت فرمائیں گے۔ تو اس وقت میں پانچ ملین کی تحریک جماعت انگلستان کی مرکزی مسجد کے لئے کرتا ہوں اور اس دعا اور نیت کے ساتھ کہ یہ لازماً انگلستان کی وسیع ترین مسجد ہو۔ عبادتوں کی گنجائش پر زور ہونا چاہئے۔ جو ملحقہ عمارتیں ہیں یا دوسرے نخرے ہیں ان کو بے شک نظر انداز کر دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہو جائے تو یہ بھی بعید نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں پھر جرمنی کو بڑی تحریک ہوگی کیونکہ جرمنی آپ کی رقیب جماعت ہے اور وہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کسی نیکی میں آپ ان سے آگے نکل جائیں تو

آپ نے قدم بڑھایا تو وہ بھی بڑھائیں گے، یہ سلسلہ چل پڑے گا انشاء اللہ۔تو اب وقت ہے کہ ہم عبادتوں کی طرف توجہ جب کر رہے ہیں تو عبادت گاہوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ ہمارا مضمون اس سے برعکس ہے جو اقبال نے بیان کیا ہے اقبال تو کہتا ہے

ے مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا (کلیات اقبال)

تو ہم شب بھر میں عبادت کرنے والے پیدا کر رہے ہیں اور بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔لیکن ہماری جو گناہوں کی شامت اعمال ہے کہ ابھی تک یہ توفیق پوری نہیں ہوئی کہ ان عبادت کرنے والوں کو عبادت گاہیں بھی مناسبِ حال مہیا کر سکیں۔مگر اس کا ایک ازالہ تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ کے لئے فرما گئے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خاص فضیلت عطا کی ہے کہ آپؐ کی خاطر تمام زمین مسجد بنادی گئی ہے۔تو مسجد کے باہر بھی جو عبادت کے لئے زمین ہے وہ بھی ہماری خاطر کیونکہ ہم محمدؐ کے سچے غلام ہیں، عبادت گاہ بنادی گئی ہے۔اس لئے یہ مضمون دل کی تسلی کے لئے تو ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ مسجدیں بنانی چھوڑ دو اور صرف کھلی زمین پر عبادت کیا کرو کیونکہ موسموں کے تقاضے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔اس خوشخبری کے باوجود آپؐ نے بڑی وسیع مساجد بنائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ جمعہ تو ایک ہی ہے اور مضمون بہت ہیں جو بیان کرنے والے ہیں اور ناممکن ہے کہ اس جمعہ میں وہ سمیٹے جا سکیں لیکن ایک ایسی خبر ہے جو میں اس وقت آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس کے بعد اس پر مزید روشنی شاید آئندہ کسی خطبے میں ڈالنے کی توفیق ملے گی۔

دس تاریخ کا جو جمعہ تھا اس میں مَیں نے جماعت سے یہ ذکر کیا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی نصیحت کے مطابق میں بھی ہمیشہ طالب علم رہوں گا اور علم سیکھنے کے لئے میرے لئے کوئی عار نہیں ہے۔آخری سانس تک علم سیکھنے کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھوں گا اور علم سکھانے میں بھی جو خدا توفیق دے گا کوشاں رہوں گا اور ساری جماعت کو نصیحت کی تھی کہ آپ بھی ایسا کریں اور اس ضمن میں میں نے کہا کہ انسان، انسان سے علم سیکھتا ہی ہے یہ تو رواج جاری ہے میں بھی سیکھتا ہوں اس میں کسی قسم کے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اعزاز ہے، کوئی تذلیل نہیں ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اس

کے علاوہ بھی ایک مضمون ہے وہ علوم جو خدا آسمان سے دل پر اتارتا ہے وہ آپ لوگوں سے سیکھے ہوئے نہیں ہیں، وہ اللہ دل پر نازل فرماتا ہے اور اس کی بے شمار مثالیں میرے ذہن میں ہیں کہ ایک خطبے کے لئے کھڑا ہوں جبکہ بالکل خالی الذہن تھا اور اللہ تعالیٰ نے مضمون یوں شروع کر دیا جیسے بارش ہو رہی ہو یا بعض جگہ جا کے کسی مضمون پر اٹکا ہوں تو اچانک جیسے چابی سے کوئی دروازہ کھول دیتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہ مضامین نازل فرمائے۔ بسا اوقات رؤیا کے ذریعے خدا تعالیٰ بڑے بڑے دلچسپ اور لطیف مضامین کھولتا ہے جن کو پھر میں آگے چلا دیتا ہوں۔ تو یہ جو میں نے ذکر کیا تھا اس کی دیکھیں کیسی عجیب غیبی تائید ہوئی کہ دو دن بعد اتوار اور پیر کی درمیانی رات کو میں نے تہجد کے لئے اٹھنے سے پہلے صرف بمشکل ایک منٹ کی رؤیا دیکھی ہے اور وہ رؤیا علوم کا ایک دروازہ کھولنے والی رؤیا تھی، آناً فاناً بہت سے علوم روشن کئے گئے جو پہلے اس سے جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے بیان نہیں ہوئے اور اس تعلق میں بیان نہیں ہوئے جس تعلق میں اللہ نے مجھے سمجھائے اور رؤیا ایسی ہے جو عام حالات میں میرے تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ اس رؤیا کا کوئی دینی علوم سے اس طرح تعلق ہوگا یا میں ایسی بات سوچتا ہوں جو خواب میں آگئی۔ بڑی واضح کھلے پیغام پر مشتمل Crisp جس کو کہتے ہیں نا بڑی چٹکتی ہوئی رؤیا تھی۔ تو اول سے آخر تک مضامین سے بھری ہوئی تھی اور جب ختم ہوئی ہے تو ایک عجیب لطف پیچھے چھوڑ گئی ہے جو ایک نشے کا عالم تھا اور اسی لطف کے دوران پھر وہ مضامین کھلتے رہے رؤیا ختم ہونے کے باوجود وہ مضامین جاری رہے۔

جب میں نے سحری کے وقت اپنے بچوں سے ذکر کیا تو سب نے کہا کہ ہمیں بتائیں ابھی بتائیں، ابھی بتائیں۔ میں نے کہا یہ تمہاری نہیں، ساری جماعت کی امانت ہے۔ میں نے بالکل نہیں بتانا مگر میری خواہش ہے کہ آخری جمعے میں بیان کروں لیکن اب جب میں نے وقت دیکھا ہے تو تمہیدی باتوں میں آدھے کے قریب وقت گزر گیا ہے اور یہ مضمون ایسا نہیں کہ اسے ذرا سا چھیڑا جائے اور پھر جلدی میں اس کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے یا سمیٹنے کی کوشش کی جائے۔ تو انشاء اللہ یہ آئندہ عید کے بعد کسی خطبے میں خدا کی توفیق سے بیان کروں گا۔ بہت دلچسپ رؤیا ہے مگر ایک منٹ کے اندر اندر دروازے کھلے ہیں اور وہ مضامین نظر آنے شروع ہوئے جو ویسے کبھی تصور میں نہیں تھے۔

دوسری بات جو میں آج بیان کرنی چاہتا ہوں وہ لیلۃ القدر سے تعلق رکھتی ہے۔ پس یہ حق

فائق ہے کہ لیلۃ القدر کے زمانے میں، جو آج کل کا دور ہے خصوصیت سے، لیلۃ القدر کی باتیں کی جائیں۔ اس ضمن میں جو آیات ہیں وہ میں آپ کے سامنے تلاوت کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (القدر: 1 تا 6)

یقیناً ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے اور تجھے کیا بات سمجھائے، کیسے سمجھایا جائے کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ یعنی بہت اہم، بہت وسیع اور بہت ہی گہرا مضمون ہے جس کے لئے امر واقعہ یہ ہے کہ آج تک کے مسلمان مفکرین کی سوچ بھی اس بیان پر احاطہ نہیں کرسکی۔ پس قرآن کریم کا یہ کہنا کہ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ یہ کوئی یونہی دعویٰ نہیں بلکہ بہت ہی گہری حقیقت پر روشنی ڈال رہا ہے کہ لیلۃ القدر کے مضمون کو تم معمولی نہ سمجھو۔ یہ نہ سمجھو کہ ایک رات آئی آپ نے چند گھنٹے جاگ کر گزاری، ساری عمر کی کمائیاں کر گئے اور بات ختم ہوئی۔ یہ بہت گہرا مضمون ہے اس پر غور کی ضرورت ہے اور غور کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اس رات میں ملائکہ اور روح الرُّوْحُ یعنی حضرت جبرائیلؑ کے لئے الرُّوْحُ کا لفظ استعمال ہوتا ہے ان سب کا نزول ہوتا ہے بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اللہ کے حکم کے ساتھ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ تمام امور پر مشتمل، جو قابل ذکر یا انسان کی ضرورت کے امور ہیں ان امور پر مشتمل وہ کچھ چیزیں لے کر آتے ہیں کہ اپنے اللہ کے اذن کو تمام امور کے تعلق میں بیان کرتے ہیں۔ سَلٰمٌ سلامتی ہی سلامتی ہے هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ یہ لفظی سرسری ایک ترجمہ ہے۔ اس میں مفسرین نے بہت بحثیں اٹھائی ہیں مختلف مضامین کو پیش نظر رکھ کر کبھی احادیث کی روشنی میں، کبھی قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں، کبھی اپنے تجارب کی روشنی میں کئی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اچھے اچھے مضامین ہیں اور یہ بات بھی بہت سے مفسرین پہلے لکھ چکے ہیں کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ

اَنْزَلْنٰهُ میں ''ہ'' کی ضمیر قرآن کی طرف جاتی ہے اور جب یہ کہتے ہیں تو ایک اور بحث کا آغاز ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم تو ایک رات میں نہیں اتارا گیا اور لمبے عرصۂ نبوت پہ پھیلا ہوا ہے تو اسے ایک رات میں اترنے والا کلام کیسے کہہ سکتے ہیں۔ پس اس کی بہت سی تشریحات بیان ہوئی ہیں جو میں پہلے بھی اپنے ان خطبات میں بیان کر چکا ہوں جو لیلۃ القدر سے تعلق رکھتے تھے۔

آج ایک نیا مضمون اس حوالے سے آپ کے سامنے بیان کروں گا کہ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ سے کیا مراد ہے۔ یعنی اول تو وہ رات کون سی ہے اور پھر هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ سے کیا مراد ہوئی کیونکہ مَطْلَعِ الْفَجْرِ تک نزول ہوتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے یہ تصور ابھرتا ہے۔ اس پر کئی مفسرین نے زور مارا ہے اور حَتّٰى کے معنی کھینچ کر سحر میں بھی داخل کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہ جو طرز کلام ہے یہ تو یہ بتا رہا ہے کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو فرشتوں کا نزول بند۔ تو اچھی صبح آئی ہے جو رات سے بدتر ہے۔ رات تو ساری رات فرشتے اترتے رہے اور نزول ہوا ہے جبرائیلؑ کا بھی بار بار۔ لیکن صبح آئی تو سارے غائب ہو گئے تو یہ کیا قصہ ہے؟ اس لئے ضروری ہے کہ رات کا وہ مفہوم سمجھا جائے جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی عارفانہ روشنی ڈالی ہے اور جس سے اس رات کی حقیقت سمجھنے میں بہت سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ رات جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے بعض پہلوؤں سے ایک رات بھی کہلا سکتی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عارفانہ نکات ہمارے سامنے کھولے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ یہ رات دراصل تمام زمانہ نبویؐ پر محیط ہے اور اس پہلو سے ان آیات کا معنی یہ بنے گا کہ رات کے دو پہلو ہیں ایک وہ جبکہ وہ اندھیرے، جب ظلمات، طرح طرح کے خطرات انسانیت کو گھیر لیتے ہیں اور گناہ جو ہیں وہ کھل کھیلتے ہیں اور نیکیاں سو جاتی ہیں۔ جب ایسی گناہوں کی رات بھیگ جاتی ہے تو اس کی کوکھ سے پھر وہ صبح کا عمل جاری ہوتا ہے جو اچانک یکدم صبح میں تبدیل نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے اپنے آخری مقام اور منزل کو پہنچنے کے درمیان بہت سی ایسی ذیلی منازل ہیں جنہیں طے کرنا پڑتا ہے پھر وہ مضمون آخر اس آخری مقام تک پہنچ جاتا ہے جبکہ وہ صبح جو اس رات کے جواب میں ہدایت کی صبح ہے وہ طلوع ہو جائے۔

اسی نقطۂ نگاہ سے آنحضرت ﷺ کی لیلۃ القدر محض ایک رات نہیں بلکہ سارا زمانہ نبویؐ ہے

جس نے تمام پہلے اندھیروں کو ایک ایک کر کے پکڑا اور اس کا منہ روشن کر دیا۔نور سے نہلائے گئے وہ اندھیرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اندھیروں کی کوئی رمق ،کوئی ان کا نشان بھی باقی نہ چھوڑا۔اس سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے زمانے میں نازل ہونے والی شریعت کی وحی یا قرآن کریم ہے اور وہ مفسرین جنہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے بالکل درست کہا ہے کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ ’’ہ‘‘ کی ضمیر قرآن کریم کی طرف جاتی ہے لیکن وہ اس مضمون کو بیان کر کے پھر آگے بڑھنے سے محروم رہ گئے یعنی گرم ہوئے ہاتھ لگا یا لیکن پھر آگے دروازہ نہ کھول سکے۔اس بحث میں الجھ گئے کہ لیلۃ القدر کون سی رات تھی جب قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔کیا یہ مطلب ہے کہ پہلی رات میں ہی سب نازل ہو گیا۔وہ کہتے ہیں یہ تو نہیں ہو سکتا۔شاید یہ مراد ہو کہ آغاز ہوا ہے۔شاید یہ مراد ہو کہ ہر رمضان میں جب لیلۃ القدر آیا کرتی تھی تو حضرت جبرائیلؑ قرآن کریم کو دہرایا کرتے تھے،شاید یہ مراد ہو کہ لیلۃ القدر کے مضمون کے تعلق میں یہ وحی نازل ہوئی ہے۔غرضیکہ بہت سے اشارے کئے،بہت سی تفاصیل بیان کیں مگر مطلب کی بات پانے کے باوجود پھر اسے آگے نہ بڑھا سکے۔

قرآن تو ہے مگر لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے۔ایک رات نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی تمام زندگی کا وہ دور جس میں اندھیروں کو روشنی میں بدلنے کا آغاز ہوا اور یہ کام اپنے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔پس روح اور فرشتے جن کے اترنے کا ذکر ہے کہ فجر تک وہ ضرور اترتے رہیں گے۔اس میں یہ ایک عظیم پیشگوئی تھی کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو جس عظیم کام کے لئے ،ایک عظیم فرض کی ادائیگی کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے وہ آخری اور روشن تر شریعت کا نزول ہے اور جب تک یہ مکمل نہیں ہو جاتا لازماً جبرائیلؑ اور فرشتے مسلسل اترتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ صبح پوری طرح روشن ہو جائے۔

اس سے مراد یہ بھی بنتی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی حفاظت کا بھی اعلان ہے۔آپؐ نے صبح پیدا کرنی ہے جو شریعت کی صبح ہے۔پس شریعت سے تعلق رکھنے والے فرشتے تو اس کے بعد پھر نہیں اتریں گے اور اس مضمون میں کوئی سقم نہیں۔پس وہ مفسرین جو حَتّٰى کے معاملے میں الجھ گئے اور ڈھونڈنے لگے کہ کیسے اس نقص سے ہم بچیں کہ فرشتے صبح ہوئی تو بھاگ گئے اور چھوڑ گئے۔مگر یہ شریعت کی دائمی صبح کی بات ہے۔وہ شریعت جو محمد رسول اللہ ﷺ سے خاص تھی اور آپؐ پر یہ کام اتمام کو پہنچا اور تکمیل کو پہنچا تو پھر اس کے بعد شریعت کی وحی نازل کرنے والا

فرشتہ کبھی نازل نہیں ہوگا اس معنے میں کوئی نقص نہیں بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کا مضمون ہے کیونکہ اگر شریعت کا نزول پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے، وہ کامل بھی ہو جائے اور محفوظ بھی ہو جائے اور سارے مضامین اپنے اندر سمیٹ لے تو اس کے بعد اگر شریعت کے نزول کے فرشتے نازل ہوں تو وہ خرابی پیدا کریں گے، کوئی اصلاح کا کام نہیں کر سکتے کیونکہ کامل کے اوپر کچھ اضافہ نہیں ہو سکتا۔

پس اس وعدے کا جو قرآن کریم میں مکی زندگی میں آغاز ہی میں دیا گیا تھا آخری جواب ہمیں اس وقت ملتا ہے جب آنحضرت ﷺ پر شریعت مکمل ہوگئی اور آپؐ کے وصال کا وقت آ پہنچا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4) آج وہ کام مکمل ہو گیا ہے، آج وہ صبح اپنے عروج کو پہنچ گئی ہے جسے ابھارنے کے لئے، جسے ہویدا کرنے کے لئے حضرت محمد مصطفی ﷺ پر 23 سال وحی نازل ہوئی۔ یہ خوشخبری سن کر بہت سے صحابہؓ خوش ہوئے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ بعض صحابہؓ کی روتے روتے گھگھی بندھ گئی، داڑھیاں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے اتنی خوشخبری اور آپ روتے کیوں ہیں۔ کہا تم دیکھ نہیں رہے کہ ہمارے آقاؐ کی جدائی کا دن آ رہا ہے۔ جس غرض سے مبعوث فرمائے گئے تھے وہ صبح تو طلوع ہوگئی یعنی ہوتے ہوتے آخر اپنے انجام کو پہنچی۔ اب محمد رسول اللہ ﷺ کا کام اس دنیا میں ختم ہوا ہے اب یہ رفیق اعلیٰ کی طرف چلے جائیں گے اور ہمیں محروم چھوڑ جائیں گے۔

یہ دیکھیں لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے اور فجر سے کیا مراد ہے اور اس فجر کے بعد فرشتے پھر بھی نازل ہوتے رہیں گے مگر شریعت کے فرشتے نہیں اور یہ مضمون قیامت تک جاری رہے گا۔ پس اس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دوسری جگہ یوں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۲﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۳﴾ (حٰم سجدہ: 31 تا 33)

کہ میرے وہ بندے جو میرے ہو جاتے ہیں رَبُّنَا اللّٰهُ کہہ دیتے ہیں پھر استقامت دکھاتے ہیں۔ان پر ہمیشہ خدا کے فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں، ہوتے رہیں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ کوئی خوف نہ کرو، کوئی غم نہ کھاؤ۔ہم آئے ہیں تو تمہیں چھوڑ کر جانے کے لئے نہیں۔ نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓؤُكُمۡ فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِي الۡاٰخِرَةِ ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔

پس حضرت محمد مصطفی ﷺ کے اوپر جس صبح کا طلوع ہوا ہے یا آپ ﷺ نے جس صبح کا طلوع فرمایا اللہ کے اذن کے ساتھ، وہ صبح سلامتی کا دائمی پیغام لے کر آئی ہے۔ پس سلامتی صبح تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ صبح کو سلامتی کا مضمون اپنے پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔اس پہلو سے لفظ سَلٰمٌ پر غور ہونا ضروری ہے کہ سلام کیا چیز ہے۔ میں ضمناً یہ بتا دوں کہ یہ جو رات کو رمضان کی آخری راتوں میں سے لیلۃ القدر تلاش کی جاتی ہے یہ مضمون غلط نہیں ہے۔ یہ جو میں مضمون بیان کر رہا ہوں اس سے متضاد نہیں ہے بلکہ آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رات سے برکتیں پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ ان لمحات کو بار بار لاتا ہے جو ویسی ہی برکتیں رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک حیرت انگیز انکشاف فرمایا جو اکیلا ہی آپ کے غیر معمولی تعلق باللہ کے اوپر ایسی دلالت کرتا ہے کہ کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ سے مراد یہ ہے کہ عام انسان کی زندگی اسّی 80 سال تک بھی پہنچ جائے وہ اس ایک لمحے کے اوپر قربان ہونے کے لائق ہے جو لیلۃ القدر کی رات کو خدا کے نور کا وہ لمحہ اس کو دکھائی دے جائے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر تمام عرصہ دراز رہے۔ وہ لمحات جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر تمام عرصہ پھیلے رہے وہ آپ کی لیلۃ القدر کے لمحے تھے۔اللہ کا احسان ہے کہ ہر سال لیلۃ القدر کے نام پر جو رات طلوع ہوتی ہے اس میں وہ لمحے بھی شامل ہو جاتے ہیں جو برکتیں لے کر آتے ہیں ورنہ ہمیشہ کے لئے ہم ان برکتوں سے محروم رہ جاتے۔ پس محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض پانے سے وہ قوم، وہ مسلمان جو قیامت تک آپؐ کے وصال کے بعد محروم دکھائی دیتے ہیں، ہر سال ایک رات ایسی آتی ہے جب ان دور والوں کو محمد رسول اللہ ﷺ سے ملانے کے چند لمحے نصیب ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر کسی کو مل جائیں تو مسیح موعود علیہ السلام فرماتے

ہیں کہ اس کی ساری زندگی سے بہتر ہیں۔ وہ ساری زندگی اس کے مقابل پر ہیچ اور بے حقیقت ہے، اس کے قدموں پر قربان کرنے کے لائق بن جاتی ہے۔ پس یہ دو مضامین متضاد نہیں ہیں بلکہ ایک ہی مضمون کے مختلف پہلو ہیں۔

اب میں سَلٰمٌ سے متعلق آپ کو بتاتا ہوں کہ سلام کیا چیز ہے سب سے پہلے تو یاد رکھیں کہ سَلٰمٌ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، اس کا ایک اسم ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (الحشر: ۲۴)

تو سلام کی طرف سے ایک شریعت ملی ہے جس میں سلام کی تمام صفات ہونی چاہئیں یہ وہ مضمون ہے جسے لفظ سلام کے اوپر غور کرنے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ دراصل انہی آیات کریمہ میں اس شریعت کا تعارف بھی فرما دیا گیا جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہو رہی تھی اور اس کی تمام صفات کو ایک لفظ میں بیان فرما دیا سَلٰمٌ۔ چنانچہ سلام کے معانی کے تعلق میں Lane لکھتا ہے کہ:

Salam signifies safety security or freedom from faults,defects ,imperfections blameshes or vices.

لین جو معنی بیان کرتا ہے یہ مرہون منت ہے پرانے مفسرین کا اور بے تکلف ان سے یہ بھرپور استفادہ کرتا ہے اور بسا اوقات ذکر بھی کرتا ہے اس میں شرماتا نہیں کہ یہ فلاں مفسر نے معنے کئے ہیں، یہ فلاں مفسر نے کئے ہیں۔ اس سے میں اخذ کر رہا ہوں مگر اس کا یہ احسان ہے ہم پر کہ ہر قسم کے معنی اس نے اکٹھے کر دیئے ہیں۔

تو اس کا ترجمہ یہ بنے گا کہ لفظ سلام اس بات کی نشاندہی کرتا ہے یا اس بات کو سمیٹے ہوئے ہے اپنے اندر، اس کو Signify کرتا ہے، اس بات کا مظہر ہے، یوں کہہ لیں۔ Safty، حفاظت ہر قسم کی سیکیورٹی، سیفٹی اندرونی بھی ہو سکتی ہے، بیرونی بھی۔ سیفٹی حادثات سے تعلق میں بھی کہی جا سکتی ہے مگر سیکیورٹی میں غیر کے حملے کا مضمون بھی شامل ہو جاتا ہے کہ بیرونی حملوں سے بچانے کے لئے حادثات اور اتفاق سے گزند اٹھانے کے تعلق میں بھی سلام جو ہے وہ حفاظت کرتا ہے۔ Immunity وہ جو Defence سسٹم ہے جس کو ہم Immunity سسٹم کہتے ہیں اس طرف

اشارہ ہے کہ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ ایسی دفاعی صلاحیتیں عطا کردے کہ وہ ان چیزوں سے پاک ہوجائیں۔ Immunity کے بعد کہتا ہے Or Freedom From Faults ہر قسم کی غلطی سے پاک ہوجائیں۔ Defects نقائص سے پاک ہوجائیں، Imperfections، غیر مکمل حالت سے پاک ہوجائیں۔ یعنی اس کا برعکس ہے کمال اور تکمیل۔ وہ صاحب تکمیل اور صاحب کمال ہوجائیں۔ Blameshes کوئی داغ کسی قسم کا کوئی نقص دکھائی نہ دے Or Vices کسی بدی کا سوال نہ ہو۔

تو اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ میں جو کمال کا مضمون ہے وہ سارا لفظ سلام میں داخل ہے وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا تو اسلام میں خدا تعالیٰ کی صفت سلام جھلک رہی ہے اور اس لفظ میں بھرپور موجیں مار رہی ہے۔ تو سلام سے جو مذہب پھوٹا ہے اس کا نام اسلام رکھا گیا اور قرآن کریم نے اس کی جو تعریف فرمائی ہے۔ مختلف مفسرین نے جو لفظ سلام پر غور کر کے باتیں بیان کی ہیں وہ اس ایک لفظ میں آجاتی ہیں۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا پس وہ وعدہ جو اس سورۃ نے آغاز نبوت ہی میں کیا تھا اس کی حیرت انگیز تکمیل رسول اللہ ﷺ پر آخری لمحات میں نازل ہونے والی وحی میں سے ایک آیت میں ملتی ہے۔ یعنی وہ آیت جو میں نے بیان کی ہے اور مفردات میں لکھا ہے السلم و السلامۃ التعری من آفات الظاھرۃ و الباطنتہ حضرت امام راغبؒ کہتے ہیں کہ جو حفاظت اور سیکیورٹی کی بات ہوتی ہے سلام میں، وہ ظاہری طور پر بھی پوری ہوتی ہے اور باطنی طور پر بھی۔ کوئی پہلو انسانی زندگی کا ایسا نہیں ہے جو لفظ سلام کے تابع محفوظ نہ رہے۔ چنانچہ اس کی مثال دیتے ہیں۔ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ (الشعراء: 90) قرآن کریم میں جو آتا ہے اس میں اندرونی نقائص سے پاک ہونا اور خطرات سے محفوظ رہنے کا ذکر ہے۔ قلب سلیم دل جو آماجگاہ ہے تمام نیکیوں کا اور بدیوں کا بھی بن جاتا ہے۔ اس کے متعلق جب کہا جائے قلب سلیم تو مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر قسم کے بدی کے خطرے سے، ہر قسم کی ٹھوکر کے خطرے سے اس کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ پاک، صاف، شفاف جیسے پیدا ہوا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور اگر بیرونی مضمون کو بیان کیا جائے تو مثال دیتے ہیں قرآن کریم میں کہ گائے کی وہ مثال جس کے متعلق بنی اسرائیل بار بار حضرت موسیٰ سے سوال کرتے

تھے کہ وہ کیسی ہے؟ تو جس بات سے ان کی تسلی ہوئی مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا (البقرہ:72) ان کو بیان کیا گیا کہ کامل طور پر مسلم ہے۔ یعنی ہر قسم کے نظر آنے والے عیب سے پاک ہے ادنیٰ بھی عیب Blamesh وغیرہ کا نشان اس میں نہیں دیکھو گے۔ تو حضرت امام راغبؒ کی فراست کو دیکھیں کہ ان دو مختلف استعمالات کو قرآن سے اکٹھا کر کے ظاہر و باطن کے مضمون کو کیسی عمدگی سے بیان کر دیا۔

اس سلسلے میں حضرت مسیح موعودؑ کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں آپؑ فرماتے ہیں:

> اور اس جگہ یہ بات بھی یاد رہے کہ زمانہ کے فساد کے وقت جب کوئی مصلح آتا ہے اس کے ظہور کے وقت پر آسمان سے ایک انتشارِ نورانیت ہوتا ہے یعنی اس کے اترنے کے ساتھ زمین پر ایک نور بھی اترتا ہے اور مستعد دلوں پر نازل ہوتا ہے۔ (شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ:۳۱۲)

یعنی لیلۃ القدر کے جو انوار نازل ہوتے ہیں اس وقت کے امام پر، وہ اردگرد بھی علاقے کو روشن کر دیتے ہیں۔ جیسے تیز روشنی کی دھار اوپر سے اترے تو علاقے کا علاقہ روشن ہو جاتا ہے، دور تک اس کا نیک اثر پہنچتا ہے۔ پس اس سے ہم استنباط کر سکتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو نور نازل ہوا ہے چونکہ آپؐ کل عالم کے نبی تھے، تمام دنیا کے اندھیروں کو روشنی میں بدلنے والے تھے، پس اس نور کا ایک فیض عام سب دنیا میں پہنچنا لازم تھا اور وہ فیض عام صرف مذہب سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ دنیا کے امور سے بھی تعلق رکھتا تھا۔ یہ ایک دعویٰ ہے، کوئی کہہ سکتا ہے اس کا ثبوت کیا ہے، اس کے ثبوت سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ میں نے چند دن پہلے درس میں بھی یہ بیان کیا تھا۔ وہ تمام امور دنیاوی ترقیات سے تعلق رکھنے والے جنہوں نے آئندہ زمانوں میں ظاہر ہونا تھا۔ ان کی خبر قرآن کریم میں دے کر اس بات کو ثابت کر دیا گیا کہ یہ سارے فیوض محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیض سے ہیں اور وہ روشنی جو آپؐ پر نازل ہوئی ہے، وہ لیلۃ القدر کا نور جو آپؐ کے دل پر اترا ہے وہ کل عالم کے لئے ہے۔ تم اس کے ظاہری فیوض سے تو فائدہ اٹھاؤ گے اور ہم ابھی مطلع کر دیتے ہیں کہ ایسی ایسی برکتیں اور ایسے ایسے فیوض تمہیں نصیب ہوں گے جو تمہاری دنیا کو بنا دیں گے مگر اگر اصل نور سے محروم رہو تو بڑی محرومی ہے۔ پس اس مضمون کو ان آیات کے تعلق میں پڑھیں تو دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عارفانہ کلام کل عالم کو روشنی سے بھرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ روشنی جو قرآن سے لیتے

ہیں اور ہمیں دکھاتے ہیں موجود تھی ۔مگر پہلے دکھائی نہیں دیتی تھی اچانک آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے مضامین انسان کو عطا ہوتے ہیں۔

پس ایک معنی تو یہ ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ باقی دنیا جن علوم سے فیض پاتی ہے ایک نئے دور سے فیض پاتی ہے وہ بھی دراصل فیضِ نبوت ہی ہے۔اور یہ امر واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور ایک بھی ایسا دور نہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود نہ ہو، اسے کیسے اتفاق قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہر دور بتا رہا ہے کہ تم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مرہون منت ہو لیکن پہچانتے نہیں ہو۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے باندھنے کے لئے خصوصاً آخری زمانہ میں جو انکشافات ہیں ان کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فیض سمجھانے کی خاطر فرمایا:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۳﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۴﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿۵﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ﴿۶﴾ (الزلزال: 2 تا 6)

وہ زمانہ جبکہ زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور اپنے اسرار کھول دے گی دنیا پر۔ وہ زمانہ جبکہ زمین اپنے راز بیان کرنے لگے گی کیوں ایسا ہوگا؟ اس لئے کہ اے محمد ﷺ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا اس لئے کہ تیرے رب نے اس پر وحی کی ہے۔ تیری وحی کی تائید میں وہ بولے اور اپنے راز دنیا پر کھولے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں دیکھیں کیسے سب پیشگوئیاں مرکوز ہوئیں جس کے لئے کسی انسانی تائید کی ضرورت نہیں، خدا خود تائید فرما رہا ہے۔ خدا کا کلام خود بول رہا ہے۔ یہ لیلۃ القدر بہت وسیع لیلۃ القدر ہے۔ یعنی اس لیلۃ القدر کے آخر پر جو انوار کا نزول ہونا ہے وہ ہر طرف سے 'جَوّ' کو بھر دے گا اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پس نزول ملائک ختم نہیں ہوگا، نزول ملائک کا وہ دور ختم ہوگا جس میں شریعت نازل ہوتی ہے اور پھر جب فجر آئے گی تو پھر انوار کی تو بارشیں ہوں گی پھر نور نبوت دنیا کو روشن تر کرتا چلا جائے گا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''واضح ہو کہ عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی

یا محدث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اترتے رہتے ہیں جب تک کفر وضلالت کی ظلمت دور ہوکر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو۔''

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ: ۱۲۔ حاشیہ)

جیسا کہ اللہ جل شانہُ فرماتا ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۞ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۞ تو یہ دور ہے جو جزوی طور پر ہر نبی کے وقت ظاہر ہوتا ہے مگر اپنے درجۂ کمال کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پہنچا اور تمام امور کو اس نے گھیرے میں لے لیا، کچھ بھی باقی نہیں رکھا اور لفظ سلام آپ ﷺ کی وحی کے ساتھ خاص بتا رہا ہے جو دنیا میں کسی اور نبی کی وحی کے آغاز اور اس کی نوعیت کو بیان کرنے کے لئے استعمال نہیں ہوا۔کوئی ہے تو نکال کر دکھائیں ۔تمام دنیا میں وحی کے نزول کا مضمون لازماً ملتا ہے کیونکہ کثرت سے انبیاءؑ پیدا ہوئے ہیں ۔مگر شریعت کی نوعیت بیان کرنے کی خاطر لفظ سلام یعنی خدا کا اسم سلام، خدا کا نام سلام بیان کرتے ہوئے اس شریعت کا تعارف نہیں فرمایا گیا۔

پس یہ جو سلام ہے یہ قیامت تک جاری وساری ہے اور فرشتے اس سلام کی تائید میں ہمیشہ نازل ہوتے رہیں گے مگر انسان اپنے آپ کو اس کا اہل بنائے اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر کے لمحے حاصل کرنے کی کوشش کرے جو ہر رمضان مبارک میں ہمارے لئے آسمان سے پھر اتاری جاتی ہے۔تو دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے آسانیاں بھی فرما دی ہیں۔ جو چیزیں ہماری پہنچ سے بہت بالا ہیں انہیں قریب تر فرما دیتا ہے۔سماء الدنیا میں اللہ کا نزول یا زمین پر آسمان سے اترنا یہ معنی تو نہیں ہے کہ خدا کوئی جسمانی وجود ہے جو اوپر سے جیسے سیڑھیاں اترتے ہیں یا کوئی چیز لٹکتے ہوئے نیچے آتی ہے اس طرح خدا اترتا ہے۔خدا تو ہر جگہ ہے اس کا نزول، نزولِ صفاتی ہے۔ وہ اپنی ذات کا تعارف کرانے کے لئے قریب تر آجاتا ہے اور جسے وہ لمحے نصیب ہو جائیں اس کی پھر ساری زندگی سلام سے بھر جاتی ہے۔

پس اپنی زندگی کے تمام خدشات کو دور کرنے کے لئے یاد رکھو کہ تمام کائنات کا سلام ہمیشہ کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے لمحوں کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے اور باندھ دیا گیا ہے۔ ایسا کہ کوئی اسے اب کاٹ کر الگ نہیں کرسکتا جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وابستہ ہوگا۔ آپؐ کی زندگی کے ہر لمحے سے فیضیاب ہوگا اور شریعت محمدؐیہ نے کوئی پہلو انسانی زندگی کی دلچسپی کا نہیں چھوڑا جس کا ذکر نہ فرمایا ہو اور جہاں سلام حاصل کرنے کے طریقے نہ سمجھائے ہوں۔ اور ایک رات ایسی بھی آتی ہے جبکہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے لمحات ساری کائنات پر ہمیشہ ہمیش کے لئے چھا گئے اور ساری راتوں کو ایک دائمی روشن دن میں تبدیل کر دیا۔ اسی طرح ایک انسان اپنی ذات کے لئے اتنی کوشش تو کرے کہ ان لمحوں میں سے ایک لمحہ اس کو ایک رات کا نصیب ہو جائے جو اس کی ساری زندگی کو روشن دن میں بدل دے گا۔

پس یہاں حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ کا معنی یہ ہو جائے گا انفرادی نوعیت سے کہ اگر تم کوشش کرو اور اس رات کے ان پاک لمحوں کی تلاش میں جدوجہد کرو اور دعائیں کرو تو بعید نہیں کہ تمہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لمحات میں سے ایک ایسا لمحہ نصیب ہو جائے جو تعلق باللہ کا ایسا لمحہ ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ تعلق باللہ رہا تو وہ ایک لمحہ ایسا ہوگا جو تمہاری ساری زندگی، اسی سالہ زندگی پر حاوی ہو جائے گا، اس سے زیادہ قابل قدر ہوگا، وہ زندگی اس ایک لمحے پر قربان کرنے کے لائق ٹھہرے گی۔ پس اس پہلو سے اللہ بہتر جانتا ہے کہ جو گزری ہوئی رات تھی وہی لیلۃ القدر تھی یا لیلۃ القدر اور آنے والی ہے۔ مگر بہتوں کو اللہ ضرور ایسی زندگی بخشے گا کہ اس لیلۃ القدر کے حصول کے مواقع وہ پاتے رہیں گے۔

مگر جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے یہ نہ بھولیں کہ آپ ایک اور لیلۃ القدر کے دور سے گزر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے اولین کو آخرین سے ملانے کا زمانہ ہے۔ اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نورانی لمحات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود روشن نہ کیا ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ آپؑ کی وساطت اور آپؑ کے فیض سے ہم اولین سے جا ملتے۔ پس آپ کے لئے تو پھر ایک جاری دور ہے لیلۃ القدر کا۔ اس لیلۃ القدر میں آپ ایسی نیکیاں کما سکتے ہیں کہ جب قرآن کا وعدہ آپ کے حق میں پورا ہو کہ آپ دور ہوتے ہوئے

بھی، زمانی فاصلوں کے لحاظ سے بھی اور جسمانی فاصلوں کے لحاظ سے بھی، پھر بھی اس زمانے کے ایسے قریب کر دیئے جائیں کہ قرآن کا یہ بیان آپ کے حق میں پورا ہو کہ آخرین ہوتے ہوئے آپ اولین سے آملے ہیں۔

پس آپ کے لئے تو لمحات ہی لمحات ہیں۔ایک سال کا کیا انتظار کرتے ہیں اپنی ساری زندگیوں کو لیلۃ القدر کیوں نہیں بناتے کیونکہ پھر آپ کی زندگیاں ان لمحات سے بھر جائیں گی جن سے باقی لوگوں کی زندگیاں روشن ہوں گی۔وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فیض آپؐ کی صحبت میں گزارے ہوئے لمحات سے حاصل کریں۔تو اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ لیلۃ القدر کے ہر پہلو سے استفادہ کریں۔اپنی راتوں کو بھی صبحوں میں تبدیل کر دیں اور اس دنیا کی راتوں کو بھی صبح میں تبدیل کر دیں۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خطبہ ثانیہ کے بعد اقامت الصلوٰۃ سے قبل حضور انور نے فرمایا:۔

ابھی وعدوں کو میں نے اپنے پاس بھجوانے کا اعلان نہیں کیا تھا لیکن ان لمحات سے برکت حاصل کرنے کی خاطر امام عطاء المجیب راشد صاحب نے فوری طور پر ایک چٹ بھیجی ہے کہ میں اپنی بیوی، قانتہ شاہدہ اور اپنے بیٹے عطاء المنعم اور اپنی طرف سے پانچ ہزار پاؤنڈ کا وعدہ پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کی توفیق بڑھائے۔ ہر اعلان ضروری نہیں ہوتا کیا جائے مگر میں اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ ایک شخص کو شامل کرنا بھول گئے ہیں جس کا فیض پا رہے ہیں۔حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مرحوم۔تو میں ان کی طرف سے ان کا نام اس میں داخل کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کو بھی اس کا فیض ہمیشہ پہنچتا رہے گا۔آئیے اب نماز پڑھ لیں۔